hdtemplatehost.com
بسم اللہ الرحمن الرحیم
بوستان سعدی
(باب اول)
مترجم
حضرت علامہ اختر حسین فیضی مصباحی
استاذ الجامعۃ الاشرفیہ
مبارک پور اعظم گڑھ یوپی الہند

ترجمہ

بوستانِ سعدی

سبق (۱)

۱۔ خدائے تعالیٰ کے نام سے شروع جو دنیا کی عطا کرنے والا (ظاہر کرنے والا) اور جان کو پیدا کرنے والا ہے،
اور ایسا حکمت والا ہے کہ زبان کے اندر قوتِ گویائی پیدا کرنے والا ہے۔

۲۔ بخشنے والا، مدد کرنے والا مالک، خطاؤں کو معاف کرنے والا اور عذر قبول کرنے والا مہربان ہے۔

۳۔ ایسا قادر و غالب کہ جس نے اس کی بارگاہ سے سر پھیر لیا (منہ موڑ لیا) پھر جس کسی کی بھی چوکھٹ پر گیا کوئی عزت نہ پائی۔

۴۔ گردن اونچی کرنے والے (متکبر) بادشاہوں کے سر اس کی بارگاہ میں حاجت مندی کی زمین پر ہیں یعنی سجدہ ریز ہیں۔

۵۔ نہ سرکشوں کی فوراً گرفت کرتا ہے نہ توبہ کرنے والوں کو ظلم سے بھگاتا ہے۔

۶۔ اگر (وہ) برے کام سے ناراض ہو اور توجب اس سے باز آجائے تو گذشتہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔

۷۔ اگر کوئی باپ کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرے تو بلا شبہ باپ بہت ناراض ہوگا

۸۔ اگر اپنا اپنے سے راضی نہ ہو تو بیگانوں کی طرح سامنے سے بھگا دیتا ہے۔

۹۔ اگر تیز طرار غلام کام نہ آئے تو اسے آقا عزیز نہیں رکھتا۔

۱۰۔ اگر دوستوں پر مہربان نہ ہو تو دوست اس سے میلوں دور بھاگتا ہے۔

۱۱۔ اگر سپاہی خدمت میں کوتاہی کرے تو سپہ سالار اس سے بری ہو جاتا ہے۔

۱۲ لیکن بلندی اور پستی کا مالک نافرمانی اور گناہ کی وجہ سے رزق کا دروازہ کسی پر بند نہیں کرتا۔

۱۳۔ دونوں جہان اس کے بحرِ علم کا ایک قطرہ ہے، گناہ دیکھتا ہے اور بردباری سے پردہ پوشی کرتا ہے

سبق (۲)

۱۴۔ روئے زمین اس کا عام دسترخوان ہے۔ اس عام دسترخوان پر کیا دوست کیا دشمن۔

۱۵۔ اگر وہ ظالم پر عتاب فرمائے تو اس کے قہر کے ہاتھ سے کون امان پائے۔

۱۶۔ اس کی ذات مقابل اور ہمسر سے پاک ہے، اس کا ملک انسان اور جنات کی اطاعت سے بے نیاز ہے۔

۱۷۔ ہر چیز اور ہر شخص اس کے حکم کا تابع ہے، اولادِ آدم، پرند، چیونٹی اور مکھی۔

۱۸- لطف و مہربانی کا ایسا چوڑا دسترخوان بچھایا ہے کہ سیمرغ کوہ قاف میں اپنی روزی کھاتا ہے۔

۱۹- مہربان، کرم کرنے والا، کام بنانے والا کہ وہ مخلوق کا نگہبان اور راز جاننے والا ہے۔

۲۰- اسی کو بڑائی اور خودی کا حق پہنچتا ہے، کیوں کہ اس کا ملک قدیم ہے اور ذات بے نیاز

۲۱- کسی کے سر پر نصیبے کا تاج رکھتا ہے اور کسی کو تخت شاہی سے اتار کر زمین پر لا دیتا ہے۔

۲۲- کسی کے سر پر نیک بختی کی ٹوپی اوڑھاتا ہے اور کسی کے بدن کو بدبختی کی گدڑی پہناتا ہے۔

۲۳- ایک آگ کو ابراہیم خلیل اللہ پر گلزار کر دیتا ہے اور ایک گروہ کو آب نیل کے ذریعے آتش جہنم میں پہنچا دیتا ہے۔

۲۴- اگر وہ (آگ کا گلزار ہونا) ہے تو اس کے احسان کا فرمان ہے اور اگر یہ (آتش جہنم میں ڈالنا) ہے تو اس کے سزا کا فرمان ہے۔

۲۵- پردے کے پیچھے سے برے عمل دیکھتا ہے اور وہی اپنے لطف و کرم سے پردہ پوشی فرماتا ہے۔

۲۶- اگر دھمکی کے طور پر حکم کی تلوار سونت لے تو مقرب فرشتے گونگے اور بہرے ہو جائیں۔

۲۷- اگر وہ بخشش اور کرم کا ایک اعلان کر دے تو شیطان بھی کہے گا کہ میں بھی ایک حصہ لوں گا

۲۸- اس کے لطف و کرم اور بزرگی کی بارگاہ میں بزرگوں نے سر سے بزرگی اتار دی۔

۲۹- اپنی رحمت کے ذریعے عاجزوں سے قریب ہے، گریہ و زاری کرنے والوں کی دعا قبول کرنے والا ہے۔

۳۰- اس کا علم معدوم چیزوں کے احوال دیکھنے والا ہے، اس کی باریک بینی ناگفتہ رازوں سے باخبر ہے۔

۳۱- اپنی قدرت سے زمین و آسمان کا نگہبان ہے، روز محشر کے اجلاس عدالت کا مالک ہے۔

۳۲- کسی کی ذات اس کی اطاعت سے بے نیاز نہیں اور نہ اس کی بات پر کسی کو انگلی رکھنے کی گنجائش ہے۔

۳۳- وہ قدیم، اچھا کام کرنے والا، نیکی پسند کرنے والا، قضا کے قلم سے ماں کے رحم میں صورت بندی کرنے والا ہے۔

سبق (۳)

(۷)

۳۴۔ چاند اور سورج کو اس نے مشرق سے مغرب کی طرف گردش دی (چلایا) اور دنیا (زمین) کو پانی پر بچھایا۔

۳۵۔ زمین جب تپ لرزہ سے عاجز آگئی تو اس (اللہ تعالیٰ) نے اس کے دامن پر پہاڑ کی کھونٹی ٹھوک دی۔

۳۶۔ وہ نطفہ کو پری جیسی صورت عطا کرتا ہے، (خدا کے علاوہ) کون ہے جو پانی پر نقاشی کرے۔

۳۷۔ پتھر کے صلب میں لعل اور فیروزہ پیدا کرتا ہے، سبز رنگ کی شاخ میں سرخ گلاب لگاتا ہے۔

۳۸۔ بادل سے سمندر کی جانب قطرہ نازل فرماتا ہے، باپ کی پشت سے شکم مادر میں نطفہ پہنچاتا ہے۔

۳۹۔ اس قطرے (قطرۂ ابر) سے روشن موتی پیدا کرتا ہے اور اس (قطرۂ منی) سے سرو جیسی حسین قامت صورت بناتا ہے۔

۴۰۔ اس پر ایک ذرے کا بھی علم پوشیدہ نہیں اس لیے کہ ظاہر و باطن اس کے نزدیک ایک (برابر) ہے۔

۴۱۔ سانپ اور چیونٹی کی روزی مہیا کرنے والا ہے اگرچہ وہ بے دست و پا اور کم زور ہیں۔

۴۲۔ اسی کے حکم سے وجود، عدم سے ظاہر ہوا، اس کے علاوہ نیست سے ہست کرنا کون جانتا ہے۔

۴۳۔ اس کے بعد عدم کے پردے میں لے جاتا ہے اور وہاں سے میدان محشر میں لے جائے گا

۴۴۔ اس کی معبودیت پر اہل جہاں متفق ہیں اور اس کی ماہیت کی حقیقت (جاننے) میں عاجز۔

۴۵۔ انسان اس کے جلال کے علاوہ کچھ نہ پا سکا اور نگاہ اس کے جمال کی انتہا کو نہ پہنچ سکی۔

۴۶۔ نہ اس کی ذات کی بلندی پر وہم کا پرندہ اڑ سکتا ہے نہ اس کی صفات کی تہ میں فہم کا ہاتھ پہنچ سکتا ہے۔

۴۷۔ اس بھنور (کنہِ حقیقت کی دریافت) میں ہزاروں کشتیاں اس طرح غرق ہو گئیں کہ ایک تختہ بھی کنارے پر ظاہر نہ ہوا۔

۴۸۔ بہت سی راتیں اس سیر (معرفت الٰہی کی سیر) میں گم ہو کر بیٹھا رہا، اچانک دہشت نے

میری آستین پکڑی (اور کہا) کہ اٹھ، (اور سن لے کہ اللہ بلند و بالا کی ذات تک رسائی عقل و خرد کے ذریعے نہیں ہو سکتی، وہ اس سے برتر ہے)

۴۹۔ اللہ تعالیٰ کا علم کائنات کو محیط (احاطہ کرنے والا) ہے اور تیرا اندازہ اس کا احاطہ کرنے والا نہیں۔

۵۰۔ نہ تیرا علم اس کی ذات کی حقیقت تک پہنچ سکتا ہے نہ ہی تیری فکر اس کی صفات کی گہرائی تک پہنچ سکتی ہے۔

۵۱۔ فصاحت و بلاغت میں تو سحبان بن وائل کے مرتبہ تک پہنچ سکتے ہو، لیکن حق سبحانہ و تعالیٰ کی بے مثال ذات کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے۔

سبق (۴)

۵۲۔ اس لیے کہ اللہ کے نیک بندوں نے اس راہ (ذات و صفات الٰہی کی معرفت) میں عقل کے گھوڑے دوڑائے ہیں اور "لا اُحْصِي" کے مطابق دوڑ سے عاجز رہ گئے (کما حقہٗ حمد و ثنا کے بیان سے عاجز رہ گئے)

۵۳۔ ہر جگہ گھوڑا نہیں دوڑایا جا سکتا، بلکہ بعض موقعے پر سپر ڈال دینی پڑتی ہے (عاجزی اختیار کرنی پڑتی ہے)

۵۴۔ اگر کوئی سالک راز سے واقف ہو جائے تو اس پر واپسی کا دروازہ بند کر دیتے ہیں۔

۵۵۔ کسی کو اس بزم معرفت میں شراب معرفت کا جام پلاتے ہیں اور اس میں اس کے بے ہوشی کی دوا ملا دیتے ہیں۔

۵۶۔ کسی باز (سالک) کی آنکھ سلی ہوئی ہے، کسی کی آنکھیں کھلی ہیں تو پر جلے ہوئے ہیں۔

۵۷۔ کسی کو قارون کے خزانے (عرفان خداوندی کے خزانے) کی راہ نہ ملی اور اگر مل گئی تو پھر واپس نہ ہو سکا۔

۵۸۔ میں اس دریائے خون کی موج میں فنا ہو گیا اس لیے کہ اس سے کوئی شخص کشتی باہر نہ نکال سکا۔

۵۹۔ اگر تو چاہتا ہے کہ یہ زمین (راستہ) طے کرے تو پہلے واپسی کے گھوڑے کی کوچیں کاٹ دے۔

۶۰۔ دل کے آئینے میں غور و فکر کر تاکہ دھیرے دھیرے صفائی حاصل کرے۔

۶۱۔ شاید عشق کی خوشبو تجھے مست کر دے اور روز الست کے عہد و پیمان کا طلبگار بنا دے

(مقام عشق و محبت)

۶۲۔ طلب کے پیر سے (طلب صادق سے) تو یہاں تک راستہ طے کرے گا اور اس جگہ سے محبت کے پر سے اڑے گا۔

۶۳۔ یقین (وحدت ذات اور کمال صفات کا یقین) خیال کے پردے چاک کر دے گا، جلال ذات خداوندی کے حجاب کے علاوہ کوئی پردہ نہ رہے گا یعنی باقی حجابات اٹھ جائیں گے۔

۶۴۔ بحر عقل کی سواری کے لیے کوئی رفتار باقی نہیں رہے گی، حیرت اس کی لگام پکڑے گی (اور کہے گی) کہ کھڑی رہ۔

۶۵۔ اس سمندر (بحر عشق و معرفت) میں سوائے مرد دامی (رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کوئی نہ گیا، وہ گم ہو گیا جو چرواہے کے پیچھے نہ چلا۔

(اس شعر میں دامی اور رامی دونوں سے مراد رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ہے، استاذ گرامی علامہ فخر اللہ رضوی مصباحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

رسول اللہ کے لیے لفظ رامی کا استعمال محل نظر ہے، بعض نسخوں میں "دامی" کی جگہ "سامی" اور "رامی" کی جگہ "داعی" ہے، تب یہ شعر بے غبار ہے۔

(حاشیۂ بوستاں، ص: ۱۴، مجلس برکات، اشرفیہ مبارک پور)

۶۶۔ جو لوگ اس راستے سے بھٹک گئے وہ بہت چلے اور بہت پریشان ہوئے۔
(جن لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی سے انحراف کیا، انھوں نے بڑی مشقتیں جھیلیں پھر بھی منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے۔)

۶۷۔ جس نے پیغمبر کے خلاف راستہ اپنایا وہ ہرگز منزل تک نہ پہنچے گا۔

۶۸۔ اے سعدی! یہ نہ خیال کر کہ نجات کا راستہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر بھی چلا جا سکتا ہے۔

در نعت سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات

سبق (۵)

۱۔ وہ شریف عادتوں، عمدہ خصلتوں والے ہیں، ساری مخلوق کے نبی اور کل امتوں کی بارگاہ خدا میں سفارش کرنے والے ہیں۔ (ترجمہ رضوی)

۲۔ رسولوں کے امام، راہ شریعت کے پیشوا، خدا کے امین، وحی لے کر جبرئیل کے اترنے کی جگہ۔

۳۔ مخلوق کی شفاعت کرنے والے، روزِ قیامت کے سردار، ہدایت کے امام، میدانِ محشر کی عدالت عام کے صدر نشین۔

۴۔ ایسے کلیم (خدا سے ہم کلام ہونے والے) کہ عرش الٰہی ان کا طور ہے، تمام نور ان کے نور کا سایہ ہے۔

۵۔ ایسے دریتیم کہ ابھی قرآن کا نزول پر ترتیب مکمل بھی نہ کیا تھا کہ کتنے آسمانی مذاہب کے کتب خانے دھو دیئے یعنی منسوخ کر دیئے۔

۶۔ جب ان کے ارادے نے خوف کی تلوار کھینچی تو معجزے کے ذریعے چاند کے دو ٹکڑے کر دیے۔

۷۔ جب آپ کا شہرہ (ذکر خیر) اہل دنیا کی زبانوں پر ہوا تو ایوان کسریٰ میں زلزلہ آ گیا۔

۸۔ کلمۂ لا الٰہ (لا اللّٰہ) کے ذریعے "لات" کے مجسمے کو چکنا چور کر دیا اور دین کو عزت دے "عزیٰ" کی آبرو ختم کر دی۔

۹۔ نہ صرف لات و عزیٰ کی گرد اڑا دی (نیست و نابود کر دیا) بلکہ توریت اور انجیل کو منسوخ کر دیا۔

۱۰۔ ایک رات (براق پر) سوار ہوئے تو آسمان سے گزر گئے، عزت اور مرتبے میں فرشتوں سے آگے بڑھ گئے۔

۱۱۔ قرب الٰہی کے میدان میں (براق کو) اتنی تیز دوڑایا کہ سدرۃ المنتہیٰ پر جبرئیل ان سے پیچھے رہ گئے۔

۱۲۔ سالار بیت الحرام یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان (جبرئیل) سے کہا کہ اے حامل وحی آگے بڑھو۔

۱۳۔ جب آپ نے دوستی میں مجھے مخلص پایا تو میری صحبت سے لگام کیوں موڑ لی۔ (میری رفاقت کیوں چھوڑ دی)

(7)

۱۴۔ انھوں نے کہا کہ آگے بڑھنے کی مجھ میں طاقت نہیں، میں تھک گیا ہوں اس لیے کہ میرے پر میں طاقت باقی نہ رہی۔

۱۵۔ اگر بال کے ایک سر کے برابر بھی آگے بڑھوں تو تجلی کی چمک سے میرے پر جل جائیں گے۔ یعنی انوار و تجلیات ربانی کی تابش سے میرے پر جل جائیں گے۔

سبق (۶)

۱۶۔ گناہ کی وجہ سے کوئی ایسا شخص جہنم میں نہیں جائے گا جو ایسا سردار پیش رو رکھتا ہو، یعنی ان کی شفاعت سے گنہ گاروں کو نجات مل جائے گی۔

۱۷۔ میں آپ کی پسندیدہ تعریف کیا کروں (میرے بس سے باہر ہے) اے مخلوق کے نبی آپ پر سلام ہو۔

۱۸۔ خدائے تعالیٰ کا درود آپ کی روح مبارک پر نازل ہوتا رہے، آپ کے صحابہ اور پیروکاروں پر۔

۱۹۔ بوڑھوں میں سب سے پہلے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایمان لانے والے ہیں، عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سرکش شیطان کا پنجہ موڑنے والے ہیں۔

۲۰۔ عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عقل مند اور شب بیدار (راتوں کو عبادت کرنے والے) ہیں، چوتھے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شاہ دُلدُل سوار ہیں۔

۲۱۔ اے خدا! اولاد فاطمہ کے طفیل قول ایمان پر میرا خاتمہ فرما۔

۲۲۔ میری دعا خواہ تو قبول فرمائے یا رد کر دے، میں ہوں، میرا ہاتھ ہے اور آلِ رسول کا دامن۔ یعنی ہر حال میں آل رسول کا دامن نہیں چھوڑوں گا۔ (ترجمہ رضوی)

۲۳۔ اے مبارک مرتبے والے صدر نشین! کیا اللہ حی و قیوم کی بارگاہ میں آپ کے بلند مرتبے سے کچھ کم ہو جائے گا

۲۴۔ اگر مٹھی بھر صوفیہ کی جماعت آپ کے طفیل جنت کی مہمان ہو جائے۔

۲۵۔ خدا نے آپ کی تعریف و تعظیم فرمائی اور جبرئیل علیہ السلام کو آپ کے مرتبے کی زمین کا چومنے والا بنایا۔

۲۶۔ آپ کے مرتبے کے سامنے بلند آسمان شرمندہ ہے، آپ پیدا ہو چکے تھے اور آدم (علیہ السلام) ابھی آب و گل میں تھے۔

۲۷۔ آپ شروع ہی سے موجودات کی اصل بن کر تشریف لائے، دوسری چیز جو بھی وجود میں آئی آپ کی فرع ہے۔

۲۸۔ میں نہیں سمجھ پا رہا ہوں (فیصلہ نہیں کر پا رہا ہوں) کہ آپ کی تعریف میں کیا کہوں، جو کچھ بھی کہوں گا آپ کی ذات اس سے بالاتر ہے۔

۲۹۔ آپ کو "لولاک" کی عزت اور مرتبہ کافی ہے، آپ کی تعریف طٰہٰ اور یٰسٓ کافی ہے۔

۳۰۔ سعدی ناتمام آپ کی کیا تعریف کرے، اے نبی! آپ پر درود و سلام نازل ہو۔

سببِ تنظیم کتاب

سبق (۷)

۱۔ میں نے دنیا کے دور دراز حصوں کی بہت سیر کی اور ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ دن گزارے۔

۲۔ ہر گوشے سے فائدہ حاصل کیا اور ہر کھلیان سے خوشے چنے۔ یعنی ہر دربار اور مجلس سے کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور اٹھایا۔

۳۔ شیراز کے شریفوں کی طرح میں نے متواضع اور خلیق لوگ نہ دیکھے، اس سرزمین پر خدا کی رحمت نازل ہو۔

۴۔ اس پاک سرزمین کے لوگوں کی محبت نے شام اور روم سے میرا دل اچاٹ کر دیا۔

۵۔ ان باغات (شام و روم) سے دوستوں کے پاس خالی ہاتھ جانا نامناسب معلوم ہوا۔

۶۔ میں نے دل میں کہا کہ لوگ مصر سے قند لاتے ہیں اور دوستوں کو تحفہ پیش کرتے ہیں۔

۷۔ اگرچہ میرا ہاتھ اس قند سے خالی ہے، لیکن میرا کلام قند سے زیادہ شیریں ہے۔

۸۔ پر ایسا قند نہیں کہ جسے ظاہر میں لوگ کھائیں بلکہ باطن میں کاغذ پر لکھ کر لے جائیں۔

۹۔ جب اس دولت کے قلعے کو میں نے سنوارا تو اس میں تربیت کے دس دروازے بنائے۔ یعنی اس کتاب کے دس باب وضع کیے۔

۱۰۔ پہلا باب انصاف، تدبیر، رائے، نگہبانیِ مخلوق اور خوفِ خدا کا ہے۔

۱۱۔ دوسرے میں نے باب احسان کی بنیاد رکھی، کہ احسان کرنے والا فضلِ الٰہی کی شکر گزاری کرے۔

۱۲۔ تیسرا باب عشق، مستی اور جنون کا ہے، ایسا عشق نہیں جو اپنے اوپر زبردستی طاری کریں۔

۱۳۔ چوتھا تواضع، پانچواں رضا کا، چھٹا قناعت اختیار کرنے والے شخص کے ذکر کا باب ہے۔

۱۴۔ ساتواں باب عالم تربیت کا ہے اور آٹھواں عافیت پر شکر کا۔

۱۵۔ نواں توبہ اور راہ درستی کا باب ہے، دسواں مناجات اور ختم کتاب۔

سبق (۸)

۱۶۔ بابرکت (جمعہ کے) دن، مبارک سال و تاریخ اور دو عیدوں کے درمیان۔ یعنی ۵ ر ذی قعدہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے درمیان۔

۱۷۔ چھ سو سے پچپن زیادہ تھا کہ یہ مشہور خزانہ موتیوں سے پُر ہوا۔ (۶۵۵ھ میں اس کی تصنیف مکمل ہوئی)

۱۸۔ اے مبارک عادت والے عقلمند! میں نے کسی ہنرمند کو عیب جوئی کرتے نہیں سنا۔

۱۹۔ قبا حریر کی ہو یا پرنیاں کی، بیچ میں بھراؤ ضرور ہوگا۔ [قبا کسی کپڑے کی ہو اس میں روئی کا بھراؤ ہوتا ہے۔ (صوفستان حاشیۂ بوستان)]

۲۰۔ اگر تو پرنیاں پہننے والا ہے (صاحب فضل و کرم ہے) تو ایذا پہنچانے کی کوشش نہ کر، کرم کر اور میرا بھراؤ (عیب) چھپا۔

۲۱۔ اپنے فضل و کمال کے سرمایے پر مجھے ناز نہیں، میں نے گداگری کا ہاتھ آگے بڑھایا ہے۔

۲۲۔ میں نے سنا ہے کہ روز قیامت، رب کریم نیکوں کے صدقے بروں کو بخش دے گا۔

۲۳۔ اگر میرے کلام میں کوئی عیب نظر آئے تو دنیا پیدا کرنے والے (اللہ تعالیٰ) کے اخلاق کی طرح تو بھی کر۔ یعنی عفو و درگزر کا مظاہرہ کر۔

۲۴۔ ہزاروں اشعار میں سے اگر کوئی شعر تجھے پسند آجائے تو تمھاری جواں مردی کی قسم ہاتھ عیب جوئی سے اٹھالے۔

۲۵۔ یقیناً فارس میں میری انشا پردازی ایسی ہی بے قدر و قیمت ہے جیسے شہر ختن میں مشک۔

۲۶۔ ڈھول کی آواز کی طرح میرا عیب اور شہرہ دور سے تھا، پوٹلی میں میرا عیب چھپا ہوا تھا۔

۲۷۔ سعدی شوخ چشمی کے ساتھ باغ کی جانب پھول لے کر چلا ہے، یہ ایسے ہی جیسے کوئی سیاہ مرچ ہندوستان لے جائے۔

۲۸۔ چھوہارے کی طرح چھلکا شیرینی سے بھرا ہوتا ہے، جب تو اسے چھیلے گا تو اس میں گٹھلی ملے گی۔

سبق (۹)

ذکر محامد اتابک ابوبکر بن سعد زنگی طاب ثراہ

اتابک ابوبکر بن سعد زنگی کی خوبیوں کا ذکر، خدا اس کی قبر کو پاکیزہ کرے

۱۔ میری طبیعت اس طرح کی خواہش مند نہ تھی، بادشاہوں کی مدح سرائی کا خیال نہ تھا۔

۲۔ لیکن فلاں کے نام میں نے نظم کہی، شاید صاحب دل کسی وقت کہیں۔

۳۔ کہ سعدی جو بلاغت کی گیند لے گیا (بلاغت کلام میں سبقت لے گیا، ابوبکر بن سعد کے زمانے میں تھا۔

۴۔ مناسب ہے کہ میں اس کے زمانے پر ناز کروں جیسا کہ سید ابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نوشیرواں کے زمانے پر ناز کیا۔

۵۔ دنیا کا نگہبان، دین پرور، انصاف پسند عمر (خلیفۂ دوم) کے بعد ابوبکر بن سعد زنگی کی طرح کوئی پیدا نہ ہوا۔

۶۔ جو سربلندوں کا سردار اور بڑے بڑے منصب داروں کا تاج ہے، اے اہل جہاں! اس کے عدل و انصاف کے زمانے پر ناز کرو۔

۷۔ اگر فتنے سے کوئی شخص پناہ میں آنا چاہے تو اس ملک کے علاوہ کوئی آرام کی جگہ نہیں ملے گی۔

(۱۱)

۸۔ خوشحال اس در کو جو آزادگی (کعبہ) کی طرح ہے جس کے گرد ہر دور کی راہ سے لوگ آتے ہیں۔

۹۔ میں نے ایسا خزانہ، ملک اور تخت شاہی نہ دیکھا جو بچوں، فقیروں اور بوڑھوں پر وقف ہو۔

۱۰۔ اس کے پاس کوئی غم کا مارا نہ آیا کہ اس کے دل پر وہ مرہم نہ رکھتا ہو۔

۱۱۔ وہ بھلائی کا طلب گار اور امیدوار ہے، اے خدا! اس کی ہر امید پوری فرما۔

۱۲۔ اس کی ٹوپی کا کنارہ بلند آسمان پر ہے (اس کا رتبہ بہت بلند ہے) پھر بھی تواضع اور خاکساری سے اس کا سر زمین پر ہے۔

۱۳۔ صاحبان رتبہ کی جانب سے تواضع (انکساری) اچھی لگتی ہے، اگر فقیر تواضع کرے تو یہ اس کی عادت ہے۔

۱۴۔ اگر کم رتبہ شخص عاجزی سے پیش آئے تو کون سی بڑی بات ہے؟ ہاں اگر بلند رتبہ عاجزی اور فروتنی کرے تو یہ مرد خدا ہے۔ (اللہ والا ہے)

۱۵۔ اس کا ذکر جمیل پوشیدہ نہیں رہتا ہے بلکہ اس کی نوازش (اور کرم) کی شہرت پوری دنیا میں ہوتی ہے۔

۱۶۔ ایسا عقلمند اور مبارک سرشت کہ جب سے دنیا آباد ہے اہل جہان کو اس جیسا یاد نہیں۔ یعنی اس جیسا کوئی پیدا نہیں ہوا۔

سبق (۱۰)

۱۷۔ اس کے دور حکومت میں تو کسی ایسے رنجیدہ کو نہ دیکھے گا جو کسی ظالم کے ظلم سے نالاں ہو۔ (کہیں اور)

۱۸۔ کسی نے (اس کی حکومت کا) یہ طریقہ، ترتیب اور دستور نہ دیکھا، فریدون نے بھی اپنی شان و شوکت کے باوجود نہ دیکھا۔

۱۹۔ اسی لیے حق تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا مرتبہ بلند ہے اور کم زوروں کا ہاتھ اس کی مدد سے قوی ہے۔

۲۰۔ وہ ایک جہان پر اس طرح سایہ کیے ہوئے ہے کہ کوئی بڑھیا (کوئی کم زور) کسی رستم (طاقت ور) سے نہیں ڈرتی۔ (ڈرتا)

۲۱۔ ہر زمانے میں لوگ زمانے اور گردش آسمان سے نالاں رہتے ہیں،

۲۲۔ اے بادشاہ تیرے عدل کے زمانے میں کسی کو زمانے سے شکایت نہیں

۲۳- تیرے عہدِ حکومت میں، میں مخلوق کا آرام دیکھتا ہوں، تیرے بعد اس کا کیا انجام ہوگا معلوم نہیں۔

۲۴- تیرے عہد کے قابلِ تعریف آثار اور تیری خوش بختی سے یہ ہے کہ سعدی کا دور بھی تیرے عہد میں ہے۔ (ترجمہ رضوی)

۲۵- جب تک آسمان پر چاند اور سورج ہیں، اس کتاب میں تیرا ذکر دائمی رہے گا۔

۲۶ اگر اور بادشاہوں نے نیک نامی حاصل کی ہے تو انھوں نے پہلے کے بادشاہوں سے طور طریقے سیکھے ہیں۔

۲۷ لیکن تو اپنی بادشاہی کے طور طریقے میں اگلے بادشاہوں پر سبقت لے گیا (یعنی اپنی ذاتی خوبیوں کی بنیاد پر بادشاہی کی نئی طرح ڈالی۔ ترجمہ رضوی)

۲۸- سکندر نے کانسے اور پتھر کی دیوار سے یاجوج کا راستہ دنیا سے بند کر دیا۔

۲۹- کفر کے یاجوج کے لیے تیری دیوار سونے کی ہے، سکندر کے دیوار کی طرح کانسے کی نہیں۔

۳۰- جو زبان آور (شاعر و ادیب) اس زمانے میں موجود ہو اور شکر گزاری نہ کرے، اس کی زبان نہ رہے۔

۳۱- کیا ہی خوب ہے عطا کا سمندر اور سخاوت کی کان کہ تیرے وجود سے لوگ قوی پشت ہیں۔

سبق (۱۱)

۳۲- میں بادشاہ کے اوصاف و کمالات شمار و بیان سے زیادہ دیکھتا ہوں جو اس مختصر کتاب میں نہیں سما سکتے۔

۳۳- اگر سعدی ان سب کو لکھے تو شاید ایک دوسرا دفتر (کتاب) لکھنا پڑے۔

۳۴- اس قدر کرم کے شکر سے میں عاجز ہوں، یہی بہتر ہے کہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاؤں۔

۳۵- دنیا تیرے مقصد کے مطابق ہو اور آسمان مددگار ہو، دنیا کا پیدا کرنے والا تیرا نگہبان ہو۔

۳۶- تیرا بلند ستارۂ قسمت دنیا میں روشن رہے، تیرے دشمن کا زوال پذیر ستارہ (منحوس ستارہ) جلا ہوا رہے۔

۳۷- زمانے کی گردش کا تجھے غم نہ ہو اور تیرے دل پر کسی فکر کا غبار (رنج و کدورت) نہ ہو۔

۳۸- اس لیے کہ بادشاہوں کے دل پر تھوڑا سا غم ایک بڑی دنیا کے دل کو پریشان کر دیتا ہے۔

۳۹- تیرا دل مطمئن اور ملک آباد رہے، تیرے ملک سے انتشار اور بدحالی دور ہو۔

۴۰- تیرا بدن (تیرے) دین کی طرح ہمیشہ درست رہے اور بدخواہ کا دل (اس کی) تدبیر کی طرح سست رہے۔

۴۱- تیرا باطن حق تعالیٰ کی تائید و مدد سے خوش رہے اور تیرا دل، دین اور ملک آباد رہے۔

۴۲- دنیا کا پیدا کرنے والا (خالق دو جہاں) تیرے اوپر رحمت نازل فرمائے، اس کے علاوہ جو کچھ کہوں وہ افسانہ اور بے حقیقت ہے۔

۴۳- خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے تیرے لیے یہی بہت ہے کہ تجھے خیر کی توفیق زیادہ ہوتی رہے۔

۴۴- سعد زنگی دنیا سے درد و غم لے کر نہیں گیا، بلکہ تیرے جیسا نام ور جانشین چھوڑ گیا۔

۴۵- یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اس لیے کہ یہ شاخ اسی اصل پاک کی ہے جس کی روح بہشت اعلیٰ میں ہے اور جسم خاک میں۔

۴۶- اے خدا اس نام ور قبر پر۔ اس فضل کی قسم جو تیرے لیے ثابت ہے۔ رحمت کی بارش برسا۔

۴۷- اگر سعد زنگی ضرب المثل اور یادگار بن گیا تو فلک اس مبارک جانشین ابوبکر کا یاور و مددگار رہے۔

سبق (۱۲) در مدح شاہزادہ اسلام سعد بن ابی بکر سعد گوید

۱- جواں بخت اور روشن ضمیر جوان ہے، حکومت میں جوان اور تدبر بوڑھا ہے (دولت و اقبال مندی میں جوان اور تدبر جہاں بانی میں پیرانہ عقل و خرد رکھتا ہے۔ ضوفشاں)

۲- عقل کے اعتبار سے بڑا اور ہمت کے اعتبار سے بلند ہے، بازو کے اعتبار سے دلیر اور دل کے اعتبار سے ہوش مند ہے۔

۳- زمانے کی ماں کا اقبال کیا خوب ہے کہ ایسا فرزند گود میں پالے۔

۴- اس کے دست کرم نے دریا کی آبرو مٹادی، اس کی بلندی نے ثریا کی قدر و منزلت گھٹا دی۔

۵- کیا ہی خوب، تمام بڑے بڑے بادشاہوں کی نگاہ تیرے چہرے پر کھلی ہے۔ (تمام بادشاہان گردن فراز نے تیرے اوپر نگاہ امید لگا رکھی ہے۔ ضوفشاں)

۶- جو سیپ تو موتیوں سے بھرا ہوا دیکھے اس کی وہ قدر و قیمت نہیں جو یکتا موتی دانے کی ہے۔

۷- تو وہ چھپا ہوا یکتا موتی ہے جو بادشاہ کے گھر کی زینت ہے۔

۸- اے رب! تو اپنی نگرانی میں اس کی حفاظت فرما اور بدنگاہی کی آفت سے اسے بچا۔

۹- اے خدا! اسے پوری دنیا میں مشہور کر دے اور اطاعت کی توفیق سے قابل عزت و تکریم بنا۔

۱۰- انصاف اور تقوی پر اسے ثابت قدم رکھ، دنیا اور آخرت میں اس کی مراد پوری فرما۔

۱۱- تجھے ناپسند دشمن کا غم نہ ہو، دنیا کی گردش سے تجھے تکلیف نہ پہنچے۔

۱۲- جنتی درخت تیری طرح پھل دیتا ہے، بیٹا نیک نامی کا طالب ہے اور باپ نیک نامی میں مشہور۔

۱۳- اس کنبے کی بھلائی نہ سمجھ جو اس خاندان کا بدخواہ ہو (ضوفشاں)

۱۴- کیا خوب دین اور عقل ہے، کیا خوب عدل و انصاف ہے، کیا خوب ملک و دولت ہے کہ ہمیشہ قائم رہے۔

سبق (۳۱)

باب اول در عدل و رائے و تدبیر جہاں داری

۱۔ حق تعالیٰ کی مہربانیاں قیاس میں نہیں سما سکتیں، شکر کی زبان کیا خدمت کرے۔

۲۔ اے خدا! تو اس درویش دوست بادشاہ کو کہ جس کے سایۂ عاطفت میں مخلوق کی راحت ہے۔

۳۔ زمانۂ دراز تک مخلوق کے سر پر قائم رکھ، اطاعت خداوندی کی توفیق سے اس کا دل زندہ رکھ۔

۴۔ امید کے درخت سے اسے کامیاب و کامراں بنا، اپنی رحمت سے اس کے سر کو سبز اور چہرے کو سفید بنا۔ یعنی جوانی تروتازہ اور بڑھاپا روشن و تابناک بنا۔

۵۔ اے سعدی! تکلف کا راستہ نہ چل، اگر تو سچائی رکھتا ہے تو لا اور آ۔

۶۔ تو منزل پہنچانے والا اور بادشاہ راستہ چلنے والا ہے، تو حق بولنے والا اور بادشاہ حقیقت بھری باتیں سننے والا ہے۔

۷۔ کیا ضرورت ہے کہ آسمان کی نو کرسیاں قزل ارسلان کے قدموں کے نیچے رکھ دے۔

۸۔ یہ نہ کہہ کہ عزت کا پیر آسمان پر رکھ، بلکہ یہ کہہ اخلاص کا چہرہ زمین پر رکھ۔

۹۔ اطاعت و فرماں برداری کے ساتھ خدا کے آستانے پر چہرہ رکھ، اس لیے کہ صادقین کا راستہ یہی ہے۔

۱۰۔ اگر تو (مخلص) بندہ ہے تو سر اس کے در پر جھکا دے اور بادشاہی کی ٹوپی سر سے اتار دے۔

۱۱۔ جب عبادت کرے تو شاہی لباس نہ پہن، مخلص درویش کی طرح گریہ و زاری کر۔

۱۲۔ اے پروردگار! مال دار تو ہی ہے، تو ہی قادر مطلق اور فقیر پرور ہے۔

۱۳۔ نہ میں صاحب ملک ہوں نہ فرماں روا، بلکہ اس بارگاہ کا ایک ادنیٰ فقیر ہوں۔

۱۴۔ میرے ہاتھ اور کی دار سے کیا ہو سکتا ہے، لیکن یہ کہ تیرے لطف و کرم کا ہاتھ میری یاوری کرے۔

۱۵۔ تو نیکی اور بھلائی پر قدرت عطا فرما، ورنہ مجھ سے کسی کے ساتھ کیا بھلائی ہو سکتی ہے۔

۱۶۔ فقیروں کی طرح رات میں سوز دل کے ساتھ دعا کر، اگر دن میں بادشاہی کرنا چاہتا ہے۔

۱۷۔ شاہان و متکبرین تیرے در پر کمر بستہ ہوں تو تیرا سر عبادت کے آستانے پر ہو۔

۱۸۔ بندوں کے لیے کیا ہی خوب بادشاہ ہے جو کہ اپنے اللہ تعالیٰ کا حق گزار بندہ ہے (صوفستان)

حکایت

سبق (۱۴)

۱۔ میں نے رود بار کے میدان میں ایک شخص کو دیکھا کہ پرندے پر سوار ہو کر میرے پاس آیا۔

۲۔ اس صورت حال سے میرے اوپر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ خوف نے میرے چلنے کے پیر باندھ دیے۔

۳۔ مسکراتے ہوئے اس نے ہاتھ ہونٹ پر رکھا (اور کہا کہ) اے سعدی! جو کچھ تو نے دیکھا اس پر تعجب نہ کر۔

۴۔ تو بھی اللہ کے حکم سے گردن نہ موڑ تاکہ تیرے حکم سے کوئی گردن نہ موڑے۔

۵۔ جب تک بادشاہ حکم خداوندی کے دائرے میں رہتا ہے، خدا اس کا نگہبان اور مددگار ہوتا ہے۔

۶۔ جب اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرے تو ممکن نہیں کہ تجھے دشمن کے ہاتھ میں ڈال دے۔

۷۔ راستہ یہی ہے اس روش سے منہ نہ موڑ، قدم رکھ اور جو مقصد چاہیے حاصل کر۔

۸۔ نصیحت ایسے ہی شخص کے لیے نفع بخش ہوگی جس کو سعدی کی بات پسند آئے۔

سبق (۱۵) پند دادن کسریٰ ہرمزرا

۱۔ میں نے سنا کہ روح کے نکلنے کے وقت (جاں کنی کے وقت) نوشیرواں نے ہرمز سے یوں کہا:

۲۔ فقیر کے دل کا نگہبان رہنا، اپنے عیش و آرام کی فکر میں نہ رہنا۔

۳۔ کوئی شخص تیرے ملک میں آرام نہیں پا سکتا جب تک تو صرف اپنا آرام چاہے گا۔

۴۔ عقل کو یہ چیز پسند نہیں کہ چرواہا سویا ہو اور بھیڑیا بکریوں کے درمیان ہو۔

۵۔ جا، محتاج فقیر کا لحاظ رکھنا اس لیے کہ بادشاہ رعایا ہی سے تاجدار ہوتا ہے۔

۶۔ رعایا جڑ کی طرح ہے اور سلطان درخت، اے بیٹے! درخت جڑ سے ہی مضبوط ہوتا ہے۔

۷۔ جہاں تک ہو سکے مخلوق کا دل زخمی نہ کرنا، اگر کرے گا تو اپنی جڑ کھود دے گا۔

۸۔ اگر تجھے سیدھی راہ چاہیے تو اللہ والوں کا راستہ امید و خوف کے درمیان ہے۔

۹۔ اسے کسی کی تکلیف پسند نہ ہوگی جسے اپنے ملک میں مصیبت آنے کا خوف ہوگا۔

۱۰۔ اگر اس کی طبیعت میں یہ عادت نہیں ہے تو اس کے ملک میں آسودگی کی خوشبو بھی نہیں ہے۔

۱۱۔ اگر تو کسی کا پابند ہے تو اس کی رضا پیش نظر رکھنا اور اگر تنہا ہے تو اپنا راستہ پکڑنا۔

۱۲۔ اس سرزمین اور ملک میں کشادگی اور آرام کی امید نہ رکھنا جہاں تو رعایا کو بادشاہ سے پریشان دیکھے۔

۱۳۔ دلیر متکبروں سے ڈرتے رہنا اور ان سے بھی ڈرتے رہنا جو اللہ سے نہ ڈرے۔

۱۴- پھر ملک کو خواب ہی میں آباد دیکھے گا جو اہلِ ملک کا دل خراب رکھے۔

۱۵- خرابی اور بدنامی ظلم سے پیدا ہوتی ہے، عقلمند اس بات کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں۔

۱۶- رعایا کو ظلم سے قتل نہیں کرنا چاہیے، اس لیے کہ یہی سلطنت کے لیے پناہ اور قوت ہیں۔

۱۷- اپنے لیے دیہاتیوں کی رعایت کرنا، اس لیے کہ خوش دل زیادہ کام کرتا ہے۔

۱۸- کسی ایسے شخص کے ساتھ برائی کرنا انسانیت نہیں ہے جس سے تو نے اکثر بھلائی دیکھی ہو۔

پند دادن خسرو شیرویہ را

سبق (۱۶)

۱- میں نے سنا کہ خسرو پرویز نے (اپنے بیٹے) شیرویہ سے اس وقت کہا جب کہ اس کی آنکھ دیکھنے سے سو گئی (اس وقت نصیحت کی جب نابینا ہو گیا)

۲- تو جس چیز کی نیت کرے اس پر قائم رہ، رعایا کی بھلائی مدِنظر رکھ۔

۳- اے بیٹے! عقل اور تدبیر سے منہ نہ موڑ، تاکہ لوگ تیری مدد سے قدم پیچھے نہ ہٹا لیں۔

۴- رعایا ظالم سے بھاگتی ہے اور دنیا میں اس کا برا نام مشہور کر دیتی ہے۔

۵- زیادہ دن نہیں گزرتا کہ اپنی بنیاد کھودتا ہے جو کہ بری بنیاد رکھتا ہے۔

۶- شیر اور تلوار چلانے والے خرابی پیدا کرتے ہیں، لیکن اتنی نہیں کہ جتنی کہ بچے اور عورت کے دل کے دھوئیں، یعنی آہیں اور بد دعائیں۔

۷- جس چراغ کو کسی بیوہ عورت نے جلایا، تو نے اکثر دیکھا ہو گا کہ اس نے پورے شہر کو جلا دیا۔

۸- اس سے زیادہ دنیا میں اقبال مند کون ہے جو حکمرانی میں انصاف کے ساتھ دنیا میں رہا۔

۹- جب اسے اس دنیا سے مسافرت کی نوبت آتی ہے تو لوگ اس کی قبر پر رحمتیں بھیجتے ہیں (اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں)

۱۰۔ جب نیک و بد سب ہی مرتے ہیں تو یہی بہتر ہے کہ لوگ تیرا نام بھلائی سے لیں۔

۱۱۔ رعایا پر متقی اور پرہیزگار کو مقرر کر اس لیے کہ پرہیزگار ہی ملک کو ترقی دینے والا ہے۔

۱۲۔ وہ شخص تیرا بدخواہ اور مخلوق کو ستانے والا ہے جو مخلوق کی تکلیف میں تیرا نفع ڈھونڈے۔

۱۳۔ حکومت ایسے شخص کے ہاتھ میں دینا خطا ہے جس کے ظلم سے بہت سے ہاتھ خدا کے حضور (بددعا کے لیے) اٹھے ہوئے ہوں۔

۱۴۔ نیکوں کی پرورش کرنے والا برائی نہیں دیکھتا، جب تو کسی برے کی پرورش کرے گا تو اپنی ہی جان کا دشمن ہے۔

۱۵۔ دشمن کا بدلہ صرف اس کے مال سے نہیں دینا چاہیے بلکہ اس کی جڑ بنیاد سے اکھاڑ پھینکنی چاہیے۔

۱۶۔ ظلم دوست کارکن پر صبر نہ کر، بلکہ اس کے مٹاپے سے کھال کھینچ لینی چاہیے۔

۱۷۔ بھیڑیے کا سر پہلے ہی کاٹ دینا چاہیے نہ کہ جب لوگوں کی بکریاں پھاڑ ڈالے۔

حکایت

سبق (۱۷)

۱۔ ایک قیدی تاجر نے کیا خوب کہا جب چوروں نے اسے تیروں سے گھیر لیا۔

۲۔ جب ڈاکو بہادری اور دلیری کرنے لگیں تو کیا لشکر کے سپاہی، کیا عورتوں کی جماعت (دونوں برابر ہیں)

۳۔ جس بادشاہ نے تاجروں کو ستایا (گویا کہ) اس نے شہر اور لشکر پر بھلائی کا دروازہ بند کر دیا۔

۴۔ پھر اس جگہ عقلمند لوگ کب جائیں گے جب برے سلوک کی شہرت سنیں گے۔

۵۔ اگر تمھیں نیک نامی اور قبولیت عامہ چاہیے تو سوداگروں اور قاصدوں کے ساتھ بہتر برتاؤ کرو۔ (صنوفسان)

۶- بزرگ (سمجھ دار) لوگ مسافر کی عمدہ دیکھ ریکھ کرتے ہیں، کیوں وہ دنیا میں نیک نامی پھیلاتے ہیں۔

۷- وہ بادشاہت بہت قریب تباہ ہو جائے گی جہاں سے مسافر رنجیدہ دل واپس آئے۔

۸- مسافر آشنا اور سیاح دوست بن اس لیے کہ سیاح نیک نامی پھیلانے والا ہے۔

۹- مہمان کے ساتھ بھلائی سے پیش آ اور مسافر کو عزیز رکھ اور ان کے فتنے سے بھی چوکنا رہ۔

۱۰- اجنبی سے پرہیز کرنا بہتر ہے اس لیے کہ دشمن دوست کے بھیس میں بھی ہو سکتا ہے۔

۱۱- اپنے پرانے متعلقین کی عزت بڑھا (عزت افزائی کر) اس لیے کہ پالے ہوئے سے ہرگز بے وفائی نہیں ہوتی۔

۱۲- جب تیرا ملازم پرانا ہو جائے تو اس کا سالانہ حق فراموش نہ کر۔

۱۳- اگر بڑھاپے نے اس کی خدمت کا ہاتھ باندھ دیا ہے تو تجھے مہربانی پر اسی طرح قدرت حاصل ہے۔

حکایت

سبق (۱۸)

۱- میں نے سنا کہ شاپور نے سرد آہ کھینچی جب خسرو نے اس کے نام پر قلم کھینچ دیا۔ یعنی وزارت سے برطرف کر دیا۔

۲- جب اس کا حال بے سروسامانی سے تباہ ہو گیا تو اس نے بادشاہ کے پاس یہ حکایت لکھی۔

۳- اے دنیا بھر میں عدل پھیلانے والے بادشاہ! اگر میں فضل و انعام کے قابل نہیں (تو کوئی بات نہیں) تو فضل خدا کے ساتھ باقی رہے۔

۴- جب میں نے تیرے یہاں سلطنت کے امور میں اپنی جوانی صرف کر دی تو بڑھاپے میں مجھے اپنے پاس سے نہ بھگا۔

۵- وہ پردیسی جس کا سر فتنہ سے پر ہو اسے نہ ستا بلکہ اسے ملک سے باہر نکال دے۔

۶۔ اگر تو اس پر ظفر نہ کرے تو مناسب ہے، اس لیے کہ خود بری عادت اس کا دشمن ہے جو اس کی کھوپڑی میں پڑا ہے۔

۷۔ اگر چاہے پیدائش کے لحاظ سے وہ پارسی ہے تو اسے صفہان، سقلاب اور روم نہ بھیج۔ (بلکہ قتل کر دے)

۸۔ اسے وہاں چاشت تک بھی (تھوڑی دیر بھی) امان نہ دے، کسی دوسرے پر مصیبت ڈالنا مناسب نہیں۔

۹۔ اس لیے کہ لوگ کہیں گے کہ خدا کرے وہ ملک تباہ ہو جائے جہاں سے ایسے لوگ (بچ کی) نکل آتے ہیں۔

۱۰۔ اگر کوئی کام سپرد کرنا چاہے تو مال دار کو تلاش کر؛ اس لیے کہ مفلس بادشاہ سے نہیں ڈرتا۔

۱۱۔ جب مفلس کوئی غلطی کر بیٹھے تو سوائے چیخ و پکار کے اس سے کچھ برآمد نہ ہوگا۔

۱۲۔ جب کوئی افسر امانت سے دست بردار ہو جائے تو اس پر ایک نگران مقرر کر دینا چاہیے۔

۱۳۔ اور اگر وہ بھی اس کی طبیعت سے ساز باز کرے تو افسر اور نگران دونوں کو برطرف کر دے۔

۱۴۔ امانت گزار کو خدا ترس ہونا چاہیے اور جو امیں صرف تجھ (بادشاہ) سے ڈرے اسے امیں نہ رکھو۔

۱۵۔ حیوان بین کر، شمار کر اور ہوشیار بیٹھ، کہ سو میں سے ایک بھی تو امانت دار نہ پائے گا۔

سبق (۱۹)

۱۶۔ دو پرانے ہم قوم اور شریک کار کو اکٹھا ایک ساتھ نہیں بھیجنا چاہیے۔

۱۷۔ کیا معلوم کہ وہ شریک و دوست ہیں ایک چور ہو جائے اور ایک پردہ دار۔

۱۸۔ جب چور آپس میں خوف اور ڈر رکھیں (باہم مخالف ہو جائیں) تو درمیان سے قافلہ صحیح سالم چلا جائے گا۔

۱۹۔ جسے تو نے کسی عہدے سے معزول کر دیا، جب کچھ دن گزر جائیں تو اس کی خطا معاف کر دے۔

۲۰۔ کسی امید وار کی حاجت پوری کرنا ہزار قیدیوں کے رہا کرنے سے بہتر ہے۔

۲۱- محرر و محاسب کو کام کا مدار بنا، وہ لغزش نہ کھائے گا، امید کی رسی نہ کاٹے گا (امید نہ توڑے گا)

۲۲- انصاف ور بادشاہ اپنے تابع دار پر ایسے ہی غصہ کرے جیسے باپ بیٹے پر کرتا ہے، یعنی غصے کے بعد شفقت اور مہربانی بھی کرتا ہے۔

۲۳- کبھی ایسے مارتا ہے تاکہ تکلیف ہو اور کبھی اس کی آنکھ سے آنسو بھی پونچھتا ہے۔

۲۴- اگر تو صرف نرمی کرے گا تو دشمن جری ہو جائے گا، اگر صرف غصہ کرے گا تو لوگ تجھ سے بیزار ہو جائیں گے۔

۲۵- سختی اور نرمی ساتھ ساتھ بہتر ہے جیسے فصد لگانے والا، زخم کرنے والا اور دوا لگانے والا ہوتا ہے۔

۲۶- بہادر، خوش خلق اور سخی بن، جب حق تعالیٰ تجھ پر (اپنے فضل و کرم کا) چھڑکاؤ کرتا ہے تو، تو مخلوق پر نچھاور کر۔

۲۷- جب تجھے پہلے بادشاہوں کا زمانہ یاد آئے تو اپنے زمانے کے بعد کے لیے بھی ایسا ہی تصور کر۔

۲۸- دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں آیا جو ہمیشہ باقی رہا ہو، ہاں! اس کا نیک نام باقی رہا۔

سبق (۲۰)

۲۹- وہ شخص نہیں مرا جس کے بعد اس کا قائم مقام پُل، تالاب، لنگر خانہ اور مسافر خانہ ہو۔

۳۰- جس کے بعد اس کی کوئی یادگار باقی نہ رہی تو اس کے وجود کا درخت بے ثمر ہے۔

۳۱- اگر مرنے والے میں ایثار و خیر کی خوبی نہ رہی ہو تو اس پر فاتحہ بھی نہ پڑھنی چاہیے۔

۳۲- اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا نام دنیا میں باقی رہے تو بزرگوں کا مبارک نام نہ مٹا۔

۳۳- وہ بھی بے مقصد، ناز اور مستی رکھتے تھے، آخر کار چلے گئے اور سب کچھ چھوڑ گئے۔

۳۴- ایک نے دنیا سے نیک نامی کمائی اور ہمیشہ کے لیے بری رسم چھوڑ گیا۔
اہل

۳۵۔ خوش نودی اور رضامندی کے کان سے کسی کی برائی مت سنو اور اگر کبھی ہوئی بات کان میں پڑ ہی جائے تو اس کی گہرائی میں پہنچو (عفو فستان)

۳۶۔ خطاکار کی بھول کا عذر قبول کر، اگر وہ معافی چاہیں تو معاف کر دے۔

۳۷۔ اگر کوئی مجرم پناہ میں آ جائے تو پہلی خطا پر اسے قتل کر دینا انصاف نہیں۔

۳۸۔ جب ایک بار نصیحت کر چکیں اور وہ نہ سنے، پھر اس کی سزا قید خانہ اور بیڑی سے ہونی چاہیے۔

۳۹۔ اگر نصیحت اور بیڑی بھی کارگر نہ ہو تو یہ خبیث درخت ہے اس کی جڑ اکھاڑ دے (قتل کر دے)

۴۰۔ اگر تجھے کسی کے جرم پر غصہ آئے تو اس کی سزا میں بہت غور و فکر کر۔

۴۱۔ اس لیے کہ لعل بدخشاں کو توڑ دینا آسان ہے۔ لیکن ٹوٹے ہوئے کو دوبارہ جوڑنا ممکن نہیں۔

حکایت در تدبیر پادشاہاں و تدبیر کردن در سیاست

سبق (۲)

۱۔ دریائے عمان سے ایک شخص آیا جو صحرا اور دریا کا بہت سفر کیے ہوئے تھا، یعنی بڑا تجربہ کار تھا۔

۲۔ جس نے عرب، ترک، تاجیک اور روم دیکھا تھا، اس کی پاک ذات میں ہر طرح کے علوم و فنون تھے۔

۳۔ جو دنیا گھومے ہوئے اور حکمت و دانائی جمع کیے ہوئے تھا، سفر کیے ہوئے اور آداب صحبت سیکھے ہوئے تھا۔

۴۔ جسم و جثہ میں تناور درخت کی طرح مضبوط تھا، لیکن بے سر و سامانی کی وجہ سے سخت عاجز تھا۔

۵۔ سوختنی کپڑے کے دو سو پیوند ایک دوسرے پر سلے ہوئے تھے اور وہ بیچ میں جل رہا تھا۔

۶۔ دریا کے کنارے سے ایک شہر میں وارد ہوا، اس علاقے میں ایک بزرگ پس رسیدہ شخص حکمران تھا۔

۷۔ جو نیک نامی کی فکر رکھنے والی طبیعت رکھتا تھا۔ عاجزی کا سر فقیروں کے قدم پر رکھتا تھا۔

۸۔ بادشاہ کے خدمت گاروں نے حمام میں اس کے سر اور بدن سے راستے کی گرد دھوئی یعنی نہلا دھلا کر سنوار دیا۔

۹۔ جب اس نے بادشاہ کی چوکھٹ پر سر رکھا، تعریف و توصیف کرتے ہوئے ہاتھ سینے پر رکھا۔

۱۰۔ میں اس مملکت میں کسی ایسی جگہ نہیں پہنچا جہاں تکلیف سے کسی دل کو رنجیدہ دیکھا ہو۔

۱۱۔ میں نے کسی کو شراب سے بدمست نہ دیکھا، ہاں مے خانے ویران ضرور دیکھے۔

۱۲۔ بادشاہ کے لیے ملک کی زیبائش یہی کافی ہے کہ وہ کسی کی تکلیف سے راضی نہ ہو۔

۱۳۔ اس نے بات کی تو موتیوں کا دامن جھاڑ دیا، ایسی گفتگو سے بادشاہ نے آستین جھاڑ دی (اس نے جب بات کی تو الفاظ کے موتی بکھیر دیے اور ایسی شستہ گفتگو سے بادشاہ جھوم اٹھا)

۱۴۔ بادشاہ کو اس شخص کی خوبیِ تقریر پسند آئی، اپنے نزدیک بلایا اور عزت بخشی۔

۱۵۔ تشریف آوری کے شکریے میں اسے زر و جواہر عطا کیے، اس کے حسب و نسب اور جائے پیدائش کے بارے میں دریافت کیا۔

۱۶۔ بادشاہ نے جو کچھ اس سے پوچھا اس نے اپنی سرگزشت سنا دی تو وہ قربتِ شاہی میں دوسرے ارکینِ سلطنت سے مرتبہ میں بڑھ گیا۔

۱۷۔ بادشاہ نے اپنے دل میں رائے قائم کی کہ ملک کا وزیر ایسا ہی شخص مناسب ہے۔

سبق (۲۲)

۱۸۔ لیکن رفتہ رفتہ، تاکہ ارکانِ دولت میری کم زور رائے پر نہ ہنسیں۔

۱۹۔ پہلے اسے عقل میں آزمانا چاہیے، پھر استعداد کے مطابق اس کا مرتبہ بڑھانا چاہیے۔

۲۰۔ دل پر بارِ غم کی سختی اٹھاتا ہے جو تجربہ کے بغیر کام کرتا ہے۔

۲۱۔ جب قاضی غور و فکر سے فیصلہ لکھتا ہے تو اسے علما سے شرمندگی نہیں اٹھانی پڑتی۔

۲۲- اسی وقت غور کرے جب تیر چٹکی میں ہو اس وقت نہیں جب کہ ہاتھ سے چھوڑ دے۔

۲۳- کوئی شخص ~~[illegible]~~ نیکی اور کمال عقل میں یوسف علیہ السلام کی طرح ہو تو اسے بھی وزیر بننے میں ایک سال چاہیے۔

۲۴- جب تک کہ بہت سے زمانے نہ گزر جائیں کسی کی حقیقت تک نہیں پہنچا جا سکتا۔

۲۵- ہر طرح سے اس کے اخلاق معلوم کیے، وہ عقل مند اور پاکیزہ دین انسان تھا۔

۲۶- اسے نیک سیرت، صاحب فہم و فراست، سمجھدار اور لوگوں کا قدر شناس پایا۔

۲۷- رائے میں اسے بڑوں سے بہتر اور زیادہ دیکھا اور اسے اپنے وزیروں سے بلند مرتبے پر بٹھایا (اپنا وزیر اعظم بنایا)

۲۸- (امور مملکت کو) ایسے حکمت و دانائی سے انجام دیا کہ امر و نہی (احکام) میں کسی کا دل نہ دکھایا۔

۲۹- ملک کو اس طرح زیر تصرف لایا کہ اس سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچی۔

۳۰- تمام نکتہ چینوں کی زبان بند کر دی، اس لیے کہ اس کے ہاتھ (قلم) سے کوئی حرف بد نہ نکلا، یعنی کوئی برا حکم جاری نہ ہوا۔

۳۱- وہ حاسد جس نے اس کی ایک جو (تھوڑی بھی) خیانت نہ دیکھی اسے گیہوں کی طرح تڑپنا کام نہ آیا۔ (یہاں گندم صرف جو کی مناسبت سے ہے)

۳۲- اس کے روشن دل سے ملک نے رونق حاصل کی، پرانے وزیر کو نیا غم لاحق ہوا

۳۳- (بادشاہ نے) اس عقل مند میں کوئی عیب نہ دیکھا کہ اس کے سلسلے میں طعنہ زنی کرے۔

سبق (سوم)

۳۴- امین اور بدخواہ آپس میں طشت اور چیونٹی کے مانند ہیں کہ چیونٹی طشت میں (طاقت سے) سوراخ نہیں کر سکتی (صنو فشاں)

۳۵- بادشاہ کے لیے دو درخشاں چہرے والے غلام ہمیشہ سرھانے کمربستہ رہتے تھے۔

۳۶- دونوں غلام گورے چٹے (خوب صورت) حور و پری کی طرح تھے، جیسے چاند اور سورج، تیرے سے پاک۔

۳۷۔ دونوں صورتیں ایسی کہ تو کہے کہ ان میں سے کوئی کسی سے زیادہ نہیں (دونوں بالکل ہم شکل تھے) صرف آئینے میں اپنی طرح دکھائی دیتے۔

۳۸۔ شیریں کلام عقل مند کی باتوں نے ان دونوں شمشاد قامت کے اندر اثر کیا۔

۳۹۔ جب ان دونوں نے دیکھا کہ اس کے اخلاقی اوصاف اچھے ہیں تو دل سے اس کے خیر خواہ اور دوست ہو گئے۔

۴۰۔ انسانی میلانِ طبع نے اس پر بھی اثر کیا، لیکن ایسا میلان نہیں جو کم نظروں کو شر کے ساتھ ہوتی ہے۔

۴۱۔ اس کو آرام کا اس وقت احساس ہوتا جب ان کا چہرہ دیکھ لیتا (اس کو اسی وقت چین ملتا جب انھیں دیکھ لیتا)

۴۲۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا مرتبہ بلند رہے، تو اے صاحب! دل پری چہرہ امردوں میں مت لگا۔

۴۳۔ اگر خود کوئی غرض در پیش نہ ہو تو پرہیز کر اس لیے کہ رعب و دبدبہ میں کمی آتی ہے۔

۴۴۔ وزیر (کمینہ) کو اس معاملے میں تھوڑا موقع ملا، خباثت کی وجہ سے یہ قصہ بادشاہ کے یہاں بیان کیا۔

۴۵۔ کہ میں اسے نہیں جانتا کہ لوگ اسے کس نام سے پکارتے ہیں اور یہ کون ہے! اس ملک میں یہ عزت و آبرو کے ساتھ نہیں رہنا چاہتا۔

۴۶۔ میں نے سنا ہے کہ اس کا آپ کے خادموں کی طرف میلان ہے، وہ خیانت پسند اور شہوت پرست ہے۔

۴۷۔ سیاحین بے پروائی کی آزادانہ زندگی گزارتے ہیں؛ اس لیے کہ وہ ملک اور حکومت کے پروردہ نہیں ہوتے۔

۴۸۔ ایسا بے شرم و بے حیا مناسب نہیں جو کہ شاہی محل میں بدنامی لائے۔

۴۹۔ (کیا) میں حقیقت میں شاہی نعمتیں فراموش کر دوں گا جب کہ تباہی دیکھوں اور خاموش رہ جاؤں۔

۵۰۔ محض خیال و گمان سے کوئی بات جلدی نہیں کہی جاتی، میں نے آپ سے اس وقت تک نہ کہا جب تک کہ یقین نہ ہو گیا۔

سبق نمبر ۱۰

۵۱۔ میرے خدمت گاروں میں سے ایک نے دیکھا کہ ان دونوں میں سے ایک کو آغوش میں لیے ہوئے تھا۔

۵۲۔ میں نے عرض کر دی، اب رائے بادشاہ کی ہے، میں نے تو ایسا ہی آزمایا ہے، آپ بھی آزما لیں۔

۵۳۔ نہایت برے انداز میں (نمک مرچ لگا کر) واقعے کی تفصیل بیان کی (تاکہ ہر سننے والا کہہ اٹھے) کہ بدکار کو نیک روزی میسر نہ ہو۔

۵۴۔ بدخواہ (وزیر کہن) نے جب عیب جوئی پر قابو پالیا تو بزرگوں (بادشاہ اور وزرا) کے دل میں (غصے کی) آگ بھڑکا دی۔

۵۵۔ چنگاری سے آگ روشن کر سکتے ہیں، پھر اس وقت پرانا درخت جلا سکتے ہیں۔

۵۶۔ اس خبر نے بادشاہ کو اتنا غضب ناک کر دیا کہ جوش میں بھر آیا گویا دراتی سر تک اٹھا چکا ہو (کہ اسے پائے اور ہلاک کر دے)

۵۷۔ غصے نے درویش کے خون سے ہاتھ رنگنا چاہا، لیکن سکون کا ہاتھ آگے رکھ دیا یعنی بادشاہ کی بردباری آڑے آ گئی۔

۵۸۔ پالے ہوئے کو قتل کرنا بہادری نہیں ہے، داد و دہش کے بعد سخت گیری بری ہے۔

۵۹۔ اپنے پروردہ کو نہ ستا، جب وہ تیرا تیر رکھتا ہے (تیری پناہ میں ہے) تو اسے تیر نہ مار۔

۶۰۔ اسے نعمت سے نہیں پالنا چاہیے، جب تو ظلم سے اس کا خون پینا چاہے (قتل کرنا چاہے)

۶۱۔ اس کے ہنر کا جب تک یقین نہ ہو گیا، دربار شاہی میں تیرا وزیر نہ بنا۔

۶۲۔ اب جب تک تجھے اس کے جرم کا یقین نہ ہو جائے، دشمن کے کہنے پر اسے رنج نہ پہنچا (سزا نہ دے)

۶۳۔ بادشاہ نے دل میں یہ راز پوشیدہ رکھا، اس لیے کہ عقل مندوں کا قول سن رکھا تھا۔

۶۴۔ اے عقل مند! دل راز کا قید خانہ (راز کا صندوق) ہے، جب تو نے کہہ دیا تو وہ زنجیر سے واپس نہیں آ سکتا۔

٦٥- اس نے مرد (اجنبی) کے کام میں پوشیدہ طور پر نظر رکھی، ہوشیار مرد (وزیر) کی رائے میں نقص دیکھا (پایا)

٦٦- اچانک اس (نئے وزیر) نے دونوں غلاموں میں سے ایک کی طرف نظر ڈالی وہ پری چہرہ بھی زیر لب مسکرا پڑا۔

٦٧- ایسے دو شخص جن کی جان و روح ایک ہوں یعنی ان میں اتحاد اور دوستی ہو، آپس میں بات کر لیتے ہیں حالاں کہ خاموش رہتے ہیں (اشاروں اور کنایوں میں بات کر لیتے ہیں)

سبق (٢٥)

٦٨- تو جانتا ہے کہ چپکے چپکے دیکھنے والا کبھی سیر نہیں ہوتا جیسے استسقا کا مریض دجلہ سے۔

٦٩- بادشاہ کے پیے بدی کا گمان یقین میں بدل گیا، خیال فاسد سے اس پر (وزیر نو پر) غضب ناک ہونا چاہا۔

٧٠- پھر بھی حسن تدبیر اور مکمل رائے سے نرمی کے ساتھ اس سے کہا کہ اے نیک نام!

٧١- میں نے تجھے عقل مند سمجھا اور ملک کے اسرار و رموز امین بنایا۔

٧٢- میں تجھے چالاک اور ہوش مند گمان کیا، بے حیا اور ناپسندیدہ نہیں جانا۔

٧٣- اتنا بلند مرتبہ یعنی وزارت عظمیٰ کا منصب تیرا (مقام) نہیں، خطا مجھ سے ہوئی کہ تجھ کو اپنا وزیر اعظم بنایا، تیرا قصور نہیں۔

٧٤- جب میں کسی بد اصل کی پرورش کروں گا تو ناچار وہ میرے گھر میں خیانت روا رکھے گا۔

٧٥- بہت کچھ جاننے والے مرد (وزیر نو) نے سر اٹھایا اور زیرک بادشاہ سے یوں گویا ہوا۔

٧٦- جب میرا دامن جرم سے پاک ہے تو بدخواہ کی خباثت کا مجھے کوئی خوف نہیں

٧٧- میرے دل پر ہرگز یہ خیال نہ گزرا، مجھے نہیں معلوم کہ کسی نے وہ بات کہہ دی جو مجھ سے سرزد نہیں ہوئی۔

٧٨- بادشاہ غضب ناک ہوا (اور کہا کہ) اے وزیر! اب بہانے بازی نہ کر اور دلیل سازی مت کر۔

۷۹- مسکراتے ہوئے (اظہار تعجب کے ساتھ) ہاتھ ہونٹ پر رکھا (اور کہا کہ) وزیر کہیں جو کچھ کہے اس پر تعجب نہیں۔

۸۰- جو حاسد اپنی جگہ مجھے دیکھ رہا ہے وہ میری برائی کے سوا زبان پر کیا لائے گا

۸۱- میں نے اسی وقت اس کو دشمن سمجھ لیا تھا جب بادشاہ نے اسے میرے ماتحت کر دیا تھا۔

۸۲- جب بادشاہ مجھے اس پر فضیلت دے رہا ہے تو وہ نہیں جانتا کہ وہ میرا دشمن ہو جائے گا اور میرے پیچھے پڑ جائے گا۔

۸۳- وہ قیامت تک مجھے اپنا دوست نہیں بنا سکتا جو میری عزت میں اپنی ذلت دیکھ رہا ہو۔

۸۴- اس پر میں آپ کو ایک درست قصہ سناتا ہوں، اگر ابتداءً آپ خادم کی طرف متوجہ ہوں۔

مثل

سبق (۲۶)

۱- ایک شخص نے خواب میں ابلیس کو دیکھا جس کا قد صنوبر کی طرح اور چہرہ آفتاب کی طرح تھا۔

۲- اس نے اسے دیکھا اور کہا: اے مانند آفتاب! لوگوں کو تیرے حسن کی خبر نہیں۔

۳- تجھے لوگ خوف ناک چہرے والا سمجھتے ہیں، حمام میں بری تصویر بناتے ہیں۔

۴- وہ ہنسا اور کہا کہ وہ میری شکل نہیں ہے، لیکن قلم دشمن کے ہاتھ میں ہے۔

۵- میں نے ان کی جڑ بہشت سے اکھاڑ پھینکی تو اب وہ مجھے برا سمجھتے ہیں۔

۶- اسی طرح میرا بھی اچھا نام ہے، لیکن حسد کی وجہ سے بدخواہ اچھا نہیں کہتے۔

۷- وہ وزیر جس کی آبرو میرے مرتبے نے برباد کر دی، اس کے مکر سے کوسوں دور بھاگنا چاہیے۔

۸- لیکن مجھے بادشاہ کے غصے کا خوف نہیں، بے قصور انسان بات کہنے میں نڈر ہوتا ہے

۹- جب میرے قلم سے بات صحیح نکلتی ہے تو مجھے تمام نکتہ چینوں کا کیا غم!

۱۰- کوئی عامل جب معاملے میں گڑبڑ نہیں کرتا تو وہ پرکھنے والوں کے محاسبے سے کبھی نہیں ڈرتا۔

۱۱- اگر محتسب (بازار کا) چکر لگائے تو اسے فکر ہوگی جس کے ترازو کے باٹ کا وزن کم ہو

۱۲- بادشاہ اس کی بات سے حیران رہ گیا اور حکمرانی کا ہاتھ جھاڑا (غضبناک ہوا)

۱۳- (کہا کہ) مجرم مکاری اور چرب زبانی سے اس جرم سے بری نہیں ہو سکتا جو اس نے کیا ہے۔

۱۴- میں نے صرف تیرے دشمن سے نہیں سنا ہے بلکہ اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔

۱۵- دربار کے اندر لوگوں کے مجمع میں تیری ان کے علاوہ کسی پر نہیں پڑتی۔

۱۶- بات کرنے والا شخص ہنسا اور کہا کہ آپ کی یہ بات حق ہے اور حق چھپایا نہیں جا سکتا۔

۱۷- اس میں ایک نکتہ (باریکی) ہے اگر آپ سننے کے لیے آمادہ ہوں تو کہوں، خدا کرے آپ کا حکم جاری رہے اور حکومت مضبوط رہے۔

سبق (۲۷)

۱۸- کیا بے سروسامان، کم زور فقیر حسرت سے مال دار کی طرف نہیں دیکھتا؟

۱۹- میری جوانی کی طاقت جاتی رہی، جوانی کھیل کود میں گزر گئی۔

۲۰- میں ان کے دیکھے بغیر صبر نہیں کر سکتا، اس لیے کہ وہ حسن و زیبائش کے سرمایہ دار ہیں۔

۲۱- ایسے ہی میرا بھی چہرہ پھول کی طرح تھا اور بدن بلور کی طرح خوب صورت تھا۔

۲۲- اب اس کرسنی (بڑھاپے) میں مجھے کفن تیار کرنی چاہیے، اس لیے کہ میرا بال روئی کے گالے کی طرح ہو گیا ہے اور بدن نکلا۔

۲۳- ایسے ہی میرے بھی گھونگھریالے کالے کالے بال تھے اور قبا بدن پر نازکی کی وجہ سے تنگ تھی۔

۲۴- میرے منہ میں دو رویہ موتی جڑے ہوئے تھے جیسے چاندی کی کوئی دیوار کھڑی ہو۔ اینٹ کی

۲۵- اب مجھے بات کرتے وقت دیکھیے کہ پرانے پل کی اینٹوں کی طرح دانت ایک ایک کر کے گر چکے ہیں۔

۲۶- میں ان کی طرف حسرت سے کیوں نہ دیکھوں، اس لیے کہ برباد کی ہوئی (گزری ہوئی) عمر یاد آ رہی ہے۔

۲۷- وہ پیارے دن (جوانی کے ایام) مجھ سے رخصت ہو گئے، یہ دن بھی اچانک ختم ہو جائیں گے۔

۲۸- جب دانش ور نے معنی کے یہ موتی پرو دئے تو بادشاہ نے (دل میں) یہ کہا کہ اس سے بہتر گفتگو نہیں ہو سکتی۔

۲۹- بادشاہ نے کار آزاران سلطنت (وزیر کہن) کو دیکھا اور کہا کہ اس سے بہتر لفظ و معنی (بامعنی گفتگو) کی خواہش نہ کرو۔

۳۰- اس شخص کو معشوق کی طرف دیکھنا درست ہے جو اس خوبی سے عذر خواہی کا ڈھنگ جانتا ہو۔

سبق (۲۸)

۳۱- عقل کی وجہ سے اگر میں تحمل سے کام نہ لیتا تو اس کے دشمن کی شکایت پر اسے سزا دیتا۔

۳۲- غصے میں عجلت سے تلوار کی طرف ہاتھ بڑھانا (قتل کرنا) افسوس کے ہاتھ کی پشت دانت کی طرف لے جاتا ہے۔

۳۳- جہاں تک ہو سکے دشمن کی بات نہ سن، اس لیے کہ اگر اس کی بات پر عمل کرے گا پشیمان ہو گا۔

۳۴- نیک نام کے مرتبہ، عزت اور مال میں اضافہ ہوتا ہے اور بدگو کے لیے گوشمالی ہے۔

۳۵- اس کے دانش ور وزیر کی تدبیر سے نیکی سے ملک میں اس کا نام روشن ہو گیا۔

۳۶- عدل و شرافت سے سالوں حکومت کی، اس دنیا سے چلا گیا اور اس کی نیک نامی باقی رہی۔

۳۷- ایسے بادشاہ جو کہ دین کو فروغ دیتے ہیں، دین کے بازو (طاقت) سے حکومت کی بازی جیت لیتے ہیں۔

۳۸- ان (دین پرور بادشاہوں) میں سے اس زمانے میں میں نے کسی کو نہیں دیکھا اور اگر کوئی ہے تو بس ابوبکر سعد ہے۔

۳۹- جو کہ عقل مند بادشاہ اور مبارک اصل ہے (خدا کرے) اس کے امید کی شاخ پھل دار ہو۔

۴۰۔ اے بادشاہ! تو جنتی درخت ہے (شجر طوبیٰ) اور یک سالہ راہ پر سایہ ڈالے ہوئے ہے۔

۴۱۔ مبارک ستارے والے نصیب سے یہ امید تھی کہ وہ میرے سر پر ہما کا پر ڈال دے گا۔

سبق (۲۹)

۴۲۔ عقل نے کہا کہ ہما دولت نہیں بخشتا، اگر اقبال چاہتا ہے تو اس سایے میں آ۔

۴۳۔ اے اللہ! تو نے رحمت کی نظر کی ہے کہ یہ سایہ مخلوق پر ڈالا ہے۔

۴۴۔ میں ایک غلام کی طرح اس سلطنت کے لیے دعا گو ہوں، اے اللہ! تو یہ سایہ ہمیشہ قائم رکھ۔

۴۵۔ قتل کرنے سے پہلے اسے قید کرنا بہتر ہے، کہ کٹے ہوئے سر کو جوڑا نہیں جا سکتا۔

۴۶۔ حکم، رائے اور دبدبے والا بادشاہ لوگوں کے شور و غل سے عاجز نہیں ہوتا۔

۴۷۔ غرور اور تکبر سے بھرا ہوا سر اگر بردباری سے خالی ہو تو اس پر شہنشاہی کا تاج حرام ہے۔

۴۸۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جب جنگ کرے تو چارہ ہے، بلکہ جب تجھے غصہ آئے تو عقل کو ٹھکانے رکھ۔

۴۹۔ جس کے پاس عقل ہے وہ برداشت کرتا ہے، ایسی عقل نہیں ہونی چاہیے جسے غصہ مغلوب کر دے۔

۵۰۔ غصہ جب گھات سے نکل کر لشکر کشی کرتا ہے تو نہ انصاف باقی رہ جاتا ہے نہ تقویٰ نہ دین۔

۵۱۔ میں نے آسمان کے نیچے ایسا بھوت نہیں دیکھا جس سے اتنے فرشتے بھاگتے ہوں۔

گفتار

سبق (۳۰)

۱۔ کیا ایسا نہیں کہ حکم شرع کے مطابق (رمضان کے دن میں) پانی پینا گناہ ہے، اگر حکم شرع کے مطابق خون بہائے (شرعی حد جاری کرے) تو جائز ہے۔

۲۔ اگر شریعت (کسی کی) ہلاکت کا فتویٰ دیدے تو سن لو! اس کے قتل کرنے سے ہرگز کوئی خوف نہیں ہونا چاہیے۔

۳- اگر تو جانتا ہے کہ اس (مقتول) کے خاندان میں کچھ لوگ (محتاج مراعات) ہیں تو ان پر بخشش کر اور انھیں راحت پہنچا۔

۴- قصور ظالم شخص کا تھا تو عورت اور بے چارے بچے پر کیا تاوان۔ (جرم و جنایت کا بدلہ)

۵- (میں نے مانا کہ) تیرا بدن مضبوط ہے اور لشکر بھاری ہے، لیکن اسے دشمنوں کے ملک میں بڑھے جا۔

۶- اس لیے کہ وہ (دشمن) قلعے کی بلند دیوار پر چڑھ جائے گا اور بے گناہ اہل ملک کو نقصان پہنچے گا۔

۷- قیدیوں کے حالات پر غور کر ممکن ہے کہ ان میں کوئی بے گناہ ہو۔

۸- اگر کوئی تاجر تیرے دیار میں مر جائے تو اس کے مال پر دست درازی کرنا کمینگی ہے۔

۹- اس لیے کہ جب اس کے بعد اس پر (پس ماندگان) روئیں گے تو اپنے اور خاندان والے آپس میں کہیں گے:

۱۰- بے چارہ پردیس میں مر گیا اور جو بھی مال چھوڑا اسے ظالم (حکمران) نے دبا لیا۔

۱۱- اس بے باپ کے بچے کے بارے میں غور کر اور اس کے دردمند دل کی آہ سے بچ۔

۱۲- بسا اوقات پچاس سال کی نیک نامی کو ایک بدنامی برباد کر دیتی ہے۔

۱۳- ہمیشہ نام باقی رکھنے والے، اچھا کام کرنے والے عام (لوگوں کے) مال پر دست درازی نہیں کرتے۔

۱۴- اگرچہ اطراف عالم پر بادشاہ ہے، جب مال داروں کا مال چھینتا ہے تو گدا ہے۔

۱۵- غیرت مند انسان تنگ دستی سے مر گیا، لیکن کسی مسکین کے پہلو سے (کسی مسکین کا چھین کر) پیٹ نہیں بھرا

سبق ۱۳

حکایت

۱۔ میں نے سنا کہ ایک انصاف ور بادشاہ کے پاس ایسی قبا تھی جس کے دونوں طرف استر تھا۔

۲۔ کسی نے اس سے کہا کہ اے خوش نصیب بادشاہ! چینی دیبا کی ایک قبا سلوا لیجیے۔ یعنی ایسی قبا سلوا لیجیے جس کی اوپری پرت عمدہ چینی ریشمی کپڑے کی ہو۔

۳۔ کہا کہ یہاں تک تو پردہ پوشی اور آرام ہے اور اس سے آگے زیب و زینت ہے۔

۴۔ میں اس لیے خراج نہیں وصول کرتا کہ اپنی اور تخت و تاج کی زینت کروں۔

۵۔ جب عورتوں کی طرح پوشاک زیب تن کروں گا تو بہادری کی قسم دشمن کی مدافعت کہاں کر سکوں گا۔

۶۔ میری بھی سیکڑوں آرزوئیں اور تمنائیں ہیں، لیکن خزانہ تنہا میرا نہیں ہے۔

۷۔ خزانے لشکر کے لیے جمع کیے جاتے ہیں، زینت اور آرائش کے لیے نہیں ہوتے۔

۸۔ جو سپاہی بادشاہ سے خوش نہ ہو وہ ملک کی سرحدوں کی حفاظت نہیں کرے گا۔

۹۔ جب دشمن دیہاتی کا گدھا چھین لے جائے تو بادشاہ خراج اور عشر کیوں وصول کرتا ہے۔ (چاہیے یہ کہ بادشاہ خراج اور عشر وصول کر کے رقم رعایا کی حفاظت کے لیے خرچ کرے نہ کہ اپنی آسائش کے لیے)

۱۰۔ جب دشمن گدھا لے جائے اور بادشاہ صرف خراج وصول کرے تو تخت و تاج (ملک) میں کیا ترقی دیکھے گا۔

۱۱۔ کمزور پر طاقت آزمائی انسانیت نہیں ہے، کمینہ پرندہ چیونٹی کے آگے سے دانہ لے جاتا ہے۔

۱۲۔ رعایا درخت ہے اگر تو اس کی پرورش کرے تو دوستوں کی خواہش کے مطابق پھل کھائے گا۔

سبق (۳۲)

۱۳- بے رحمی سے اس کی جڑ اور پھل نہ توڑ، اس لیے کہ نادان اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔

۱۴- ایسے ہی لوگ بخت و جوانی سے بہرہ مند ہو سکتے ہیں جو ضعیفوں اور ماتحتوں پر سختی نہیں کرتے (صفوفشاں)

۱۵- اگر کوئی کمزور گر پڑے تو خدا کی بارگاہ اس کی گریہ و زاری اور فریاد سے بچ۔

۱۶- جب نرمی سے ملک حاصل کیا جا سکتا ہے تو جنگ کر کے بال کی جڑ سے بھی خون نہ لینا۔

۱۷- جواں مردی کی قسم پوری روئے زمین کی بادشاہت مناسب نہیں، جب کہ زمین پر خون کا ایک قطرہ بھی گرے۔ یعنی خون ناحق ضائع کر کے۔

حکایت

۱- میں نے سنا کہ مبارک خصلت جمشید نے ایک پتھر پر کندہ کرا کے ایک چشمے پر لگا دیا۔

۲- اس چشمے پر ہم جیسے بہتوں نے دعویٰ کیا جو پلک جھپکتے ہی دنیا سے چلے گئے۔

۳- ہم نے دنیا بہادری اور طاقت سے حاصل کی، لیکن اپنے ساتھ قبر میں نہ لے جا سکے۔

۴- جب کسی دشمن پر تجھے قابو حاصل ہو جائے تو اسے تکلیف نہ دے اس لیے کہ اسے یہی غصہ کافی ہے، یعنی تمھاری فتح پائی کا۔

۵- تیرے اردگرد پریشان حال زندہ دشمن تیری گردن پر اس کے خون کے وبال سے بہتر ہے۔

سبق (۳۳)

حکایت

۱- میں نے سنا کہ مبارک خاندان دارا شکار کے روز لشکر سے جدا ہو گیا۔

۲- ایک چرواہا دوڑتا ہوا اس کے سامنے آیا، بادشاہ نے ترکش سے تیر نکال لیا۔

۳۔ جنگل میں دشمنوں کا خیال رکھ: اس لیے کہ گھر میں پھول کانٹے سے پاک رہتا ہے۔

۴۔ خوف زدہ چرواہا چیخا (اور کہا کہ) میں دشمن نہیں ہوں میری ہلاکت کی کوشش نہ کر۔

۵۔ میں تو وہی ہوں جو بادشاہ کے گھوڑوں کی دیکھ ریکھ کرتا ہوں، ان کی خدمت کے لیے (انھیں چرانے کے لیے) اس چراگاہ میں لاتا ہوں۔

۶۔ بادشاہ کا اڑا ہوا دل اپنی جگہ واپس آیا، ہنسا اور کہا: اے بیوقوف!

۷۔ مبارک فرشتے نے تیری مدد کی، ورنہ میں چلہ کان تک لے جا چکا تھا۔

۸۔ چرواہا ہنسا اور کہا: دوستوں سے نصیحت نہ چھپانی چاہیے۔

۹۔ یہ پسندیدہ تدبیر اور خوش دانائی نہیں ہے کہ بادشاہ دشمن کو دوست سے ممتاز نہ کر سکے۔

۱۰۔ بادشاہی میں جینے کی شرط یہ ہے کہ (بادشاہی کرنے کی شرط یہ ہے کہ) تو ہر چھوٹے (ماتحت) کو پہچانے کہ کون ہے۔

۱۱۔ مجھے تو نے بارہا دربار میں دیکھا ہے، گھوڑوں اور چراگاہ کے متعلق پوچھا ہے۔

۱۲۔ اب جب کہ محبت سے تیرے سامنے آیا ہوں تو تو مجھے دشمن سے علاحدہ نہ کر سکا۔

۱۳۔ اے بادشاہ نام دار! اگر میں چاہوں تو ہزاروں گھوڑوں میں سے ایک کو نکال لاؤں۔

۱۴۔ میں عقل اور دانائی سے گلہ بانی کرتا ہوں، تو بھی اپنی رعایا کو قائم رکھ۔

۱۵۔ اس ملک میں نقصان کا غم ہے جہاں بادشاہ کی تدبیر چرواہے سے بھی کم ہے۔

گفتار

سبق (۱۴)

۱۔ تو کسی فریادی کی فریاد کیسے سن سکتا ہے جب کہ تیری خواب گاہ ساتویں آسمان پر ہو۔

۲۔ ایسا سو کہ فریادی کی آواز تیرے کان میں آ سکے اگر کوئی فریادی فریاد کرے۔

۳۔ تیرے دور حکومت میں ظالم سے کون نالاں ہے؟ (ظالم سے کوئی نالاں نہیں) بلکہ ظالم جو ظلم کر رہا ہے وہ تیرا ظلم ہے۔

۴۔ کتے نے قافلے والے کا دامن چاک نہیں کیا بلکہ اس کاشت کار نے چاک کیا جس نے کتا پالا۔

۵۔ اے سعدی بات کہنے میں تو تو دلیر ہے جب تلوار تیرے ہاتھ میں ہے تو فتح کر۔ یعنی جب حق گو زبان تیرے پاس ہے تو جو حق بات ہے کہہ دے۔

۶۔ تو جو کچھ جانتا ہے کہہ دے اس لیے کہ حق کہنا بہتر ہے۔ تو نہ رشوت لینے والا ہے اور نہ دھوکا دینے والا۔

۷۔ زبان روک اور حکمت سے کتاب دھو ڈال، لالچ چھوڑ اور جو چاہے کہہ۔

سبق (۳۵) حکایت

۱۔ عراق میں ایک متکبر بادشاہ کو خبر ملی کہ کوئی مسکین محل کے نیچے کہہ رہا تھا:

۲۔ تو بھی کسی دروازے کا امیدوار ہے، اس لیے در پر پڑے ہوؤں کی امید پوری کر۔

۳۔ دردمندوں کا دل فکر سے آزاد کر تاکہ تیرا دل کبھی دردمند نہ ہو۔

۴۔ طالب انصاف (مظلوم) کے دل کی پریشانی بادشاہ کو تخت سلطنت سے اتار پھینکتی ہے۔

۵۔ دوپہر کے وقت تو محل کے اندر آرام سے سویا ہے اور مسافر/محتاج سے کہہ دے کہ باہر گرمی سے جل۔

۶۔ اس شخص کا انصاف کرنے والا خدا ہے جو بادشاہ سے انصاف نہ لے سکے۔

سبق (۳۶) حکایت

۱۔ اہل علم بزرگوں میں سے ایک عمر بن عبدالعزیز کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔

۲۔ کہ ان کی انگوٹھی میں ایک نگینہ تھا جس کی قیمت لگانے میں جوہری عاجز تھے۔

۳۔ گویا اس جہان کو روشن کرنے والا جسم ایسا موتی ہے جو رات کے وقت چمک میں دن کی طرح ہے۔

۴۔ حکمِ الٰہی سے (اتفاقاً) ایک ایسی خشک سالی آئی کہ لوگوں کے بدرِ کامل جیسے چہرے ہلال کی طرح ہو گئے، یعنی بے رونق ہو گئے۔

۵۔ جب لوگوں کے اندر آرام اور قوت نہ دیکھی تو خود آسودہ رہنا انسانیت نہ سمجھا۔ یعنی عمر بن عبدالعزیز نے۔

۶۔ جب کوئی شخص مخلوق کی حلق میں زہر دیکھ رہا ہو تو شیریں پانی اس کی حلق سے کیسے اترے گا۔

۷۔ انھوں نے اہلِ اعتماد کو حکم دیا کہ اسے چاندی کے عوض بیچ دیں، کیونکہ انھیں مسافروں اور غریبوں پر رحم آ گیا۔

۸۔ ایک ہفتہ اس کی قیمت لٹائی، درویش، مسکین اور محتاج کو دی۔

۹۔ لوگوں نے ان پر سرزنش کرتے ہوئے طعنہ زنی کی کہ اس جیسا دوسرا موتی اب آپ کے ہاتھ نہیں لگے گا۔

۱۰۔ میں نے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے اور آنسوؤں کی بارش ان کے چہرے پر شمع کی طرح بہہ رہی تھی۔

سبق (۳۷)

۱۱۔ بادشاہ کے لیے زینت بری ہے، جب کسی شہری کا دل کمزوری سے زخمی ہو۔

۱۲۔ میرے لیے بے نگینے کی انگوٹھی گوارا ہے، مخلوق کا رنجیدہ دل گوارا نہیں۔

۱۳۔ وہ شخص خوش و خرم ہے جو مردوں اور عورتوں کے آرام کو اپنے اوپر ترجیح دے۔

۱۴۔ بادشاہانِ عادل نے دوسروں کے غم کی وجہ سے اپنی خوشی میں رغبت نہ کی۔

۱۵۔ اگر بادشاہ تخت پر آرام سے سوتا ہے تو مجھے نہیں معلوم (نہیں لگتا) کہ فقیر (عام رعایا) آرام سے سو سکے گا۔

۱۶۔ اگر وہ دیر رات تک جاگے تو لوگ آرام اور چین سے سوئیں گے۔

۱۷۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ عادت اور سیدھی راہ اتابک ابوبکر بن سعد کو حاصل ہے۔

۱۸۔ فارس میں کوئی بھی فتنے کا کوئی دوسرا انسان نہیں دیکھتا سوائے معشوقوں کی قامت کے۔

۱۹۔ ایک مرتبہ پانچ اشعار میرے کان کو بھلے معلوم ہوئے جنھیں گزشتہ رات لوگ ایک مجلس میں پڑھ رہے تھے۔

قول

۱۔ مجھے گزشتہ رات زندگی کا لطف حاصل ہوا، اس لیے کہ وہ ماہ رو (خوب رو معشوق) میری آغوش میں تھا۔

۲۔ جب میں نے اسے نیند میں دیکھا تو کہا کہ اے خوب رو! سرو بھی تیرے سامنے پست ہے۔

۳۔ تھوڑی دیر کے لیے نرگس (آنکھ) کو نیند سے دھو لے، گلاب کی طرح مسکرا اور بلبل کی طرح چہک۔

۴۔ اے فتنۂ زمانہ! کیا تو سو رہا ہے، آ اور گزشتہ رات کی شرابِ سرخ لا۔

۵۔ مست نیند سے (بیدار ہوئی) اس نے دیکھا اور کہا: تو مجھے فتنہ بھی کہتا ہے اور کہتا ہے کہ نہ سو۔

۶۔ روشن ضمیر بادشاہ (ابوبکر بن سعد زنگی) کے زمانے میں کوئی شخص کسی فتنے کو بیدار نہیں دیکھتا۔

فیضی

۷ر۱ر۱۴۴۲ھ

۲۷ر۸ر۲۰۲۰ء